Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

فیمنزم اور اسلام: حقوق نسواں اور تصورِ عورت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Afra Batool
M Phil Scholar, Riphah University Email: afrabatool111@gmail.com

Shams ul Arfeen
M Phil Scholar, Riphah University Email: sahibzadashamsularfeen786@gmail.com

ABSTRACT
In the modern era, various movements advocating women's rights are highly active, and their popularity is increasing day by day. Although feminism originated in the previous century and has taken different forms in different countries, the nature of its demands also varies from one movement to another. This article, however, focuses specifically on contemporary feminism in Pakistan. It critically and analytically examines the various demands and slogans of these movements—such as *"My body, my choice"*—and other similar ideologies that are in conflict with the true spirit of Islam.
The study aims to demonstrate that Islam is the foremost protector of women's rights and to highlight how the true status and dignity of women in Islam are often misrepresented or denied. Furthermore, this article responds to the objections raised by Orientalists and contemporary feminists who attempt to portray women's status in Islam as inferior, such as claims regarding the woman's testimony being half that of a man and issues related to inheritance rights.
On the other hand, there exists another perspective that views women as passive beings, confining them solely to domestic responsibilities, depriving them of education and intellectual development, distancing them from progress, and associating this restrictive notion with Islam. By examining the arguments of both viewpoints, this descriptive study discusses women's rights and social status in Islam, emphasizing how Islam serves as a guardian of women's dignity.
The article further evaluates whether the voices raised by feminist movements on behalf of women are truly effective for women, or whether Muslim women already possess the rights being publicly demanded through slogans, protests, and demonstrations. This research seeks to establish that Islam does not hinder women's progress nor deprive them of their rights; rather, Muslim women are granted rights and opportunities equal to those of men.

فیمنزم کی تعریف:

فیمنزم کی اصطلاح ۱۸۸۰ء کے اواخر میں سب سے پہلے 'ہبرٹائن آکلرٹ' نامی خاتون نے، سماج پر مردانہ غلبہ کے خاتمے کے خلاف اور خواتین کے ان حقوق واختیارات کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کی، جن کی فراہمی کا فرانس کے انقلاب نے عورتوں سے وعدہ کیا تھا۔ یہ اصطلاح

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

تھا، مذکورہ La Citoyenne پہلی مرتبہ فرانس کے ایک جرنل (جریدے) میں، جس کا نام خاتون نے استعمال کی۔ ابتدائی دنوں میں یہ اصطلاح متنوع معانی و مفاہیم کے لیے استعمال ہوئی۔ مردوں کے تحت منظم سماج میں عورتوں کے حقوق و اختیارات کے حصول کی خواتین کی جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لیے اسے ایک پر کشش نعرے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ فرانس میں مخصوص سیاسی، سماجی اور مذہبی حالات میں اس اصطلاح نے خواتین کو حقوق دلانے کی کوششوں میں اہم رول ادا کیا۔ پھر بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں یہ اصطلاح برطانیہ میں متعارف ہوئی اور انگریزی زبان میں استعمال ہوئی۔ وہاں سے بیسویں صدی کے آغاز میں پہنچی۔ چند برس بعد ۱۹۲۰ء کے قریب فیمنزم کی اصطلاح فرنچ زبان کے ذریعے ساتھ ہی مصر پہنچ کر عرب دنیا میں یا کہیے مسلم دنیا میں داخل ہوئی۔ عربی میں اس کا ترجمہ "نسائیہ" سے کیا گیا۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ فرنچ فیمنزم برطانوی فیمنزم نہ تھا اور نہ ہی برطانوی فیمنزم جوں کا توں امریکہ پہنچا۔ یہ اصطلاح اگرچہ خصوصاً فرانس میں ایجاد ہوئی مگر ہر جگہ اس نے مقامی حالات و کوائف اور سماجی و معاشرتی تانے بانے کی مطابق شکل و صورت اختیار کی۔ چنانچہ جب یہ اصطلاح مصر میں متعارف ہوئی تو وہاں بھی اس کے مدعا کے تعین میں سماجی، سیاسی اور مذہبی و معاشرتی حالات کا دخل تھا۔ البتہ پورے اطمینان کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بنیادی طور پر مغربی دنیا میں عورت کی مظلومیت کے ردِ عمل میں، یہ ایک تحریک کی شکل میں ابھری۔ پھر یوروپ میں اور پھر باقی دنیا میں پھیلتی ہے[1]

تحریک حقوق نسواں کی بنیادی نفسیات:

فکری تحریکوں مثلاً گزشتہ تین صدیوں کے دوران یوروپ میں سر اٹھانے والی بیشتر میں ایک قدر (Feminism) سیکولرازم، لبرل ازم، سوشلزم، فاشزم اور پھر حقوقِ نسواں مشترک یہ ہے کہ ان تحریکوں کی بنیاد نفرت کے جذبات پر رکھی گئی۔ انہوں نے کسی ایک مبینہ ظالم کی نشان دہی کی اور پھر اس کے خاتمے کے لیے بھرپور جدوجہد شروع کر دی۔ اشتراکیوں کے نزدیک نجی جائیداد اور ان کے مالکان اصل 'مجرم' تھے۔ فشار کے نزدیک ریاست ہی سب سے زیادہ ظالمانہ اور جابرانہ ادارہ ہے جو (Anarchists) پسندوں فرد کی خوشیوں کا قاتل ہے، لہٰذا اسے نہیں ہونا چاہیے۔ فاشسٹوں کے نزدیک لبرل پارلیمانی کی رائے میں یہودی بطور قوم (Racist) جمہوریت ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یوروپ کے نسل پرستوں ان کی معاشی پریشانیوں کا اصل سبب تھے۔ اس لیے انہوں نے یہودکشی کو ان مسائل کا حل بتلایا۔ بقعول کے نزدیک تقریباً نصف انسانی نسل (یعنی مرد) ہی ظالم (Feminist) فرڈیننڈ لنڈبرگ

1 شمشاد حسین فلاحی۔ ماہنامہ حجاب۔ رفیق منزل، اسلامی ویب سائٹ، اشاعت مارچ 2019۔

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

ہے،لہٰذاانہوں نے ان کے خلاف محاذ کھول لیا۔

فرڈینڈ لنڈبرگ اپنی معروف کتاب "Modern women: The lost sex" میں ایسی عورتوں کے بارے میں یوں رقم طراز ہے۔

"حقوق نسواں کی علمبردار عورتیں نسوانیت سے نجات حاصل کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھیں۔ان کے خیال میں یہی نسوانیت ہی تھی جو ان کی سیاسی،معاشی،سماجی اور جنسی محرومیوں کا بنیادی سبب تھی"[2]

وہ اس تحریک کی آئیڈیالوجی کے فروغ پانے کی وجوہات کا تعین کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"It was out of the disturbed libidinal organization of women that the ideology of feminism arose"

یہ عوتوں کے جنسی اختلال کی بنا پر تھا کہ تحریکِ نسواں کا نظریہ آگے بڑھا۔[3]

وہ مزید لکھتا ہے:

"عورتوں کے دائرہ کار میں اصلاح کے پس پشت اصل بات یہ تھی کہ یہ عورتیں لاشعوری طور پر اپنی جنسی زندگی کے دائرے میں تبدیلی چاہتی ہے۔یہ عورتیں تھیں جو لاشعوری طور پر اپنے مغلوب یا تباہ ہونے کے خدشات کا شکار تھیں،انہوں نے اس مسئلے کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی ٹھان لی"[4]

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مغرب میں عورتوں میں ہم جنس پرستی کا رواج دراصل مردوں سے نفرت کا اظہار اور ان کے تاریخی ظلم وستم کے خلاف شدید ردِ عمل ہے۔ان عورتوں کے خیال میں مردوں کی رفیقہ حیات بننا ان کی جنسی غلامی کو قبول کرنے کے مترادف کہلاتا ہے۔یہ (Radical feminist) ہے۔تحریک آزادی نسواں میں شامل عورتوں کا ایک گروہ گروہ نسواں،مردوں کی تحقیر اپنا ایمان سمجھتا ہے۔1990 کے عشرے میں انہیں عورتوں نے ایسا لٹریچر پیدا کیا ہے،جس میں اعلان کیا کہ اکیسوی صدی میں عورتوں کو مردوں کی مصنوعی تخم کاری ضرورت نہیں رہے گی۔یہ عورتیں افزائشِ نسل کے لیے سائنسی طرز پر Artificial Insemination کی تبلیغ کرتی ہیں۔"[5]

مولانا مودودی تحریک آزادیٔ نسواں کے محرکات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بحر حال دونوں گروہوں نے کام ایک ہی کیا اور وہ یہ تھا کہ اپنی تحریکات کے اصل محرکات کو چھپا کر ایک جذباتی تحریک کے بجائے ایک عقلی تحریک بنانے کی کوشش کی عورتوں کی

---

[2] Ferdinand Lundberg and Marynia F. Farnham, *Modern Woman: The Lost Sex* (New York: Harper & Brothers, 1947), 44.

[3] Lundberg and Farnham, *Modern Woman*, 44

[4] Ferdinand Lundberg and Marynia F. Farnham, *Modern Woman: The Lost Sex* (New York: Harper & Brothers, 1947), 45.

[5] David Bouchier, *The Feminist Challenge: The Movement for Women's Liberation in Britain and the United States* (London: Macmillan Press, 1983), 27.

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

صحت، ان کے عقلی و عملی ارتقا، ان کی فطری و پیدائشی حقوق، ان کے معاشی استقلال مردوں کے ظلم و استبداد سے ان کی رہائی، اور قوم کا نصف حصہ ہونے کی حیثیت سے ان کی ترقی پر پورے تمدن کی ترقی کا انحصار اور ایسے ہی دوسرے حیلے جو براہ راست یورپ سے برآمد ہوئے تھے، اس تحریک کی تائید میں پیش کیے گئے تاکہ عام مسلمان دھوکے میں مبتلا ہو جائے۔"[6]

فیمنزم کی چند شاخیں:-

ذیل میں فیمنزم کی چند مشہور شاخوں کا ذکر کیا جا رہا ہے

1. مشرقی فیمنزم
2. فیمنزم برائے فروغ شعور
3. فیمنزم برائے مساوات
4. سوشل فیمنزم
5. مادیت پسند فیمنزم

اسی طرح فیمنزم کی اور بھی بہت سی شاخیں اور صورتیں ہیں جن کے مختلف نعرے اور مطالبات ہیں ہر معاشرے میں اسکی صورت مختلف ہے مگر ان سب کا مشترکہ مطالبہ خواتین کے حقوق کا ہے جو مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہے ان مطالبات کا جائزہ لیتے ہوئے حقوق نسواں کا اسلام کی روشنی میں ذکر کرنا بے حد ضروری ہے کہ کیا اسلام نے واقعتاً عورت کو ان حقوق سے محروم رکھا ہے جن کا یہ تحریکیں مطالبہ کرتی ہیں؟ مگر اس سے پہلے اسلام سے قبل عورت کے حقوق اور مقام کا ذکر کرنا بھی لازمی ہے۔

مشرقی فیمنزم (Eastern Feminism)

مشرقی فیمنزم، فیمنزم کی وہ شاخ ہے جس نے مشرقی ممالک میں مغرب کا تسلط، ان کی لسانی، نسلی اور طبقاتی منافرتوں پر مبنی پالیسیاں ہی ان خطوں میں عورت کی بدحالی کی ذمہ دار رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کی مغرب آج بھی اپنا معیار اور اپنا نظام فکر مشرقی ممالک بالخصوص تیسری دنیا کے ملکوں پر تھوپنا چاہتا ہے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ مغربی تہذیب اپنانے کے بعد ہی روشن خیال، تعلیم یافتہ ضروری نہیں کہ عورت اور آزاد تصور کی جائے، اس کے برعکس ایک عورت اپنی تہذیبی اقدار کے اندر رہتے ہوئے بھی محکومی سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔

---

[6] سید ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ (لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، سنِ اشاعت)، 44۔

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

یہ مشرقی فیمنسٹ، لبرل اور ریڈیکل فیمنزم کی بعض صورتوں پر سخت تنقید کرتے رہے ہیں۔ مشرقی فیمنسٹوں کو یہ شکایت ہے کہ مغربی فیمنسٹ اپنے تجربات کو کلیت سمجھ کر ساری دنیا پر اپنے نظریات لاگو کر دینا چاہتے ہیں حالانکہ مغرب اور مشرق کی عورت اور اس کے مسائل و افکار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مشرق اور مغرب کے تصورِ عدل، جبر، مساعات اور خاندان میں بھی فرق ہے۔ مشرقی فیمنسٹوں کا خیال ہے کہ Colonial سوچ سے نجات حاصل نہیں کر سکا اور اس لیے وہ مغرب ابھی تک کرتا نظر آتا ہے۔ یوں مشرقی فیمنسٹ عورتوں کی محکومی کے Overgeneralize فیمنزم میں بھی ساتھ مغربی استعماریت کے خلاف بھی آواز بلند کرتے نظر آتے ہیں۔[7]

(Conscious Feminism) فیمنزم برائے فروغِ شعور

چھوٹے علاقائی سطح پر خواتین کو ان کے ماضی، مستقبل اور حال میں موجود مسائل کی آگاہی دینے کے لیے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے جاتے تھے جن میں خواتین کو بار ہا ان کے مسائل سے باور کروایا جاتا تھا۔ ان گروہوں کے تحت خواتین کو خواتین کے ذاتی اور معاشرتی مسائل تک رسائی اور ان کے حل کی مختلف تجاویز دی جاتی۔ خواتین کو معاشرے میں ان کے حقوق کی پامالی اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم سے ان کو آشنائی دلوائی جاتی تھی۔ یوں وقت کے ساتھ ساتھ اس گروہ سے منسوب افراد نے آکسفورڈ کے تحت 1870ء میں اپنی مانگیں گورنمنٹ کے سامنے رکھیں۔

First demand was equal education, equal pay as men and free abortion at demand and children care by Government throughout the day of working women.

(پہلا مطالبہ مساوی تعلیم، مردوں کے برابر تنخواہ اور مطالبہ پر مفت اسقاط حمل اور کام کرنے والی خواتین کے بچوں کی دیکھ بال کی ذمہ داری حکومت پر ہونا شامل تھا)

(Equity Feminism) فیمنزم برائے مساوات

نائیت برائے مساوات بنیادی طور پر لبرل فیمنزم کی ہی ایک شکل ہے۔ جو کہ معاشرے میں ہر لحاظ سے مرد اور عورت کی برابری پر زور دیتی ہے۔ فیمنزم کی اس قسم میں مرد اور عورت کی تعلیمی ،معاشی، سماجی اور معاشرتی ہر طرح کی نا اصافی کے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے۔ فیمنزم کا یہ نظریہ سب سے پہلے 1980ء میں موضوع بحث بنا۔

(Social feminism) سوشل فیمنزم

سوشل فیمنزم اصل میں فیمنزم کی وہ شاخ ہے۔ جو کہ خواتین کے سماجی اور معاشرتی حقوق کے حصول

---

[7] پشاور اسلامکس، جلد 13، شمارہ 2 (پشاور)۔

کی بات کرتی ہے۔پہلی بار یہ اصطلاح انیسویں صدی کے اواخر میں ان خواتین کے لیے استعمال ہوئی جو سماجی مسائل کا شکار تھیں اور ان پرسانِ حال نہ تھا۔ووٹ دینے کا حق انہوں نے اپنا اولین مقصد بنایا کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کی یہی ان کے باقی حقوق کے حصول کی جنگ میں پہلی سڑھی ثابت ہوگا۔اور تاریخ نے ثابت کیا کے کہ یہ وقعتاً اس سفر میں پہلی مینخ ثابت ہوا۔یہ اصطلاح سب سے پہلے 1969ء میں استعمال ہوئی۔

(Materialist)مادیت پسند فیمنزم

فیمنزم کی یہ قسم عورتوں پر ہونے والے جبر کو سمجھنے میں پدر سری اور سرمایادارانہ نظام کو ایک بنیادی وجہ کے طور پر پیش کرتی ہے۔اس نظریے کے مطابق معاشرہ انسان کو مرد اور عورت کی بجائے ایک سماجی اکائی کے طور پر دیکھتا ہے اور یوں وہ مرد اور عورت کے فرائض کی اپنی ضرورت کے مطابق تقسیم کر دیتا ہے۔فیمنزم کی اس شاخ کے ماننے والوں کا مطالبہ ہے کہ معاشرے میں عورت اور مرد دونوں کو سماجی اور معاشی سطح پر برابری کی نگاہ سے دیکھا جائے۔محض اس صورت میں ہی مرد وزن کی حقیقی برابری کے تصور کا حصول ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

The term materialist feminism emerged in the late 1970s and is associated with key thinkers, such as Rosemary Hennessy, stevi Jackson and Christine Delphy.

(مادیت پسند حقوق نسواں کی اصطلاح 1970ء کی دہائی کے آخر میں سامنے آئی اور اس کا تعلق کلیدی ،سٹیوی جیکسن اور کرسٹین ڈیلفی سے ہے۔) مفکرین روز میری ہینیسی

اسلام سے قبل حقوق نسواں:۔

اسلام سے قبل عورت کا کوئی مقام نہیں تھا عورت مظلوم اور ہر طرح کے حق سے محروم تھی اسکا کوئی پرسان حال نہیں تھا یہاں تک کہ اگر کسی کے ہاں بچی کی پیدائش ہوتی وہ اسکو اپنے لئے باعث شرم سمجھتا اور کتنے ہی ایسے سنگ دل باپ تھے جو بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتے اور بھی بہت سے مظالم ہیں جن کو قرآن نے بھی بیان کیا

يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ O وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ Oعَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

"اور جب ان میں سے کسی کو بچی کی ولادت کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ (بزعم خویش) اس "بری خبر" کے عار کی وجہ سے قوم سےo وہ غصہ میں گھٹتا جاتا ہے چھپتا پھرتا ہے۔وہ (سوچتا ہے کہ) آیا اس کو ذلت کی حالت میں لیے پھرے یا زندہ زمین

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

میں دبادے۔خبردار!کتنا برا خیال ہے جو وہ کرتے ہیں"[8]

اسلام سے قبل عورتوں کیساتھ زنا:

اسلام سے پہلے عورتوں سے علانیہ زنا کیا جاتا انکی عصمت وعزت کی کوئی پاسداری نہیں تھی قرآن نے اس سے منع کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.

"اور اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو (خصوصاً) جب وہ پاک دامن رہنا چاہیں کہ تم دنیاوی زندگی کا سامان کماؤ۔"[9]

اس آیت کا شان نزول یہ تھا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور کیا کرتا تھا کہ مال کمائے اور ان کے ذریعے اپنی بڑائی حاصل کرے۔

زمانۂ جاہلیت میں عورت کو کسی زمانۂ جاہلیت میں عورت کی حقِ ملکیت سے محرومی چیز کی مالک بننے کا حق حاصل نہ تھا۔عورتوں کو کوئی وارثت نہ ملتی تھی،صرف مردوں کو وارث بننے کا حق حاصل تھا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عورت کا شوہر مرجاتا تو شوہر کے ورثاء اس عورت کے حقدار ہوتے،اگر وہ چاہتے تو ان میں سے کوئی اس سے شادی کرلیتا تھا یا جس سے چاہتے اُسی سے اس کی شادی کرادیتے اور چاہتے تو نہ کراتے۔اس طرح عورت کے سسرالی اُس کے میکے والوں سے زیادہ اس پر حق رکھتے تھے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ النِّسَاءَ كَرْهًا وَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُواْ بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ.[10]

اسلام میں حقوق نسواں:

یہاں ہم اسلام میں عورت کا معاشرتی مقام اور اسکی تکریم ومنزلت کا جائزہ لیتے ہیں.

[8] ابنِ کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ النحل (16: 58–59)، ج4 (بیروت: دارالفکر، 1999ء)، 478۔

[9] القرآن۔ سورۃ النور، 24:33۔

[10] بخاري، الصحيح، کتاب تفسیر القرآن، باب لا یحل لکم، 4 : 1670، رقم:, القرآن، النساء، 4 : 19 4303 بخاري، الصحيح، کتاب الاکراه، باب من الاکراه، 6 : 2548، رقم : 6549۔

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

مساواتِ مرد وزن:

خالق کائنات نے تخلیق کے درجے میں عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں رکھا ہے، اسی طرح انسانیت کی تکوین میں عورت مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا.

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا۔ پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔"[11]

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ.

"ان کے رب نے ان کی التجا کو قبول کر لیا (اور فرمایا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب ایک دوسرے میں سے ہی ہو۔"[12]

عصمت اور حق عزت:

اسلام نے عورت کو حق عصمت عطا کیا اور مردوں کو بھی پابند کیا کہ وہ اس کے حق عصمت کی حفاظت کریں:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

(اے رسول مکرم!) مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے پاکیزگی کا موجب ہے۔ اللہ اس سے واقف ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں.[13]

اس کے بعد عورتوں کو حکم ہوتا ہے:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا.

"اور (اے رسول مکرم!) مومنہ عورتوں سے کہہ دو کہ (مردوں کے سامنے آنے پر) وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت و آرائش کی نمائش نہ کریں سوائے جسم کے اس حصہ کو جو اس میں کھلا ہی رہتا ہے۔"[14]

اے ایمان والو! چاہیے کہ تمہارے زیر دست (غلام اور باندیاں) اور تمہارے ہی وہ بچے جو (ابھی) جوان نہیں ہوئے (تمہارے پاس آنے کے لئے) تین مواقع پر تم سے اجازت لیا کریں: (ایک) نمازِ فجر سے پہلے، اور (دوسرے) دوپہر کے وقت جب تم (آرام کے لئے) کپڑے اتارتے ہو اور

---

[11] القرآن، سورۃ النساء، آیت 4۔

[12] القرآن مجید۔ سورۃ آلِ عمران، آیت 195۔

[13] القرآن۔ سورۃ النور، آیت 30۔

[14] القرآن۔ سورۃ النور، آیت 31۔

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

(تیسرے) نمازِ عشاء کے بعد (جب تم خواب گاہوں میں چلے جاتے ہو)، (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے کے ہیں، ان (اوقات) کے علاوہ نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر (کیونکہ بقیہ اوقات میں وہ) تمہارے ہاں کثرت کے ساتھ ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں، اِسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتیں واضح فرماتا ہے، اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے.[15]

حق نکاح و خلع:

اسلام نے عورتوں کو زمانہ جاہلیت کی غلامی اور پابندی کی زنجیروں سے نجات دی اور نکاح کا حق دیا جس میں خاتون کی رضامندی کو بھی ترجیح دی اور نہ صرف یہ بلکہ گھریلو کشیدگی اور مسائل کی صورت میں خاتون کے لئے راہیں مسدود نہیں کی گئیں بلکہ خلع کا حق دیا گیا تاکہ زندگی کو جہنم بچانے سے بچایا جاسکے اور ایک اچھا معاشرہ تشکیل پائے اسی طرح رسم ستّی جو قدیم ہندو رسم ہے اسلام اسکی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ بیوہ کو بھی زندگی کا اور دوبارہ گھر بسانے کا مکمل حق فراہم کرتا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لاَيُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاَمَرُ وَ لاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حتى تُسْتَاْذَن"۔

ترجمہ: (بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے)۔

حق وراثت:

اسلام نے دیگر مذاہب ہے بر عکس خواتین کو وراثت میں سے حصہ عطا کیا جس کا زمانہ جاہلیت میں کوئی تصور نہیں تھا قرآن کریم میں باقاعدہ خواتین کے بہن بیوی اور ماں ہونے کی صورت میں مفصل حصے بیان کیے گئے جو اسلام کی نظر میں عورت کا مقام واضح کرتے ہیں۔

اسلام کی نگاہ میں عورت کا معاشرتی مقام:

اسلام نے عورت کو معاشرت میں ایسا باکمال مقام عطا کیا اور عزتوں کی اس مسند پر بٹھایا جو اسلام کا ہی خاصا ہے

قرآن میں حکم دیا گیا ہے کہ"

"وعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا"۔(النساء:20)

ترجمہ:

---

[15] القرآن۔ سورۃ النور، آیت 58۔

(اور عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو، اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے)

اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں اگر غور کریں تو عورت کی عزت افزائی اور مقام بلکہ خدائے تعالیٰ کی محبت کا بڑا انوکھا مظہر ہے جو ان حکمت بھرے الفاظ سے عیّاں ہے کہ پہلے تو ایک عورت جو تمہارے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئی اسکی اہمیت جانو اس سے سلوک ہی اچھا کرو بد سلوکی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اگر تمہارے دل کو اچھی نہیں لگی یا تمہیں اسکی کسی عادت سے اختلاف ہے تو پھر بھی تمہیں اجازت نہیں اسکی دل شکنی کرو بلکہ اس پر بھی خدا سے خیر طلب کرو اور اسکی بارگاہ سے اس میں خوبی تلاش کرو کہ اس نے کوئی تو خیر ہو گی جو اسکی ذات کیں تمہارے لئے رکھی ہو گی اس سے بڑھ کر عورت کی کیا اہمیت اور مقام ہو سکتا ہے

اسکے علاوہ عورت کے حقوق بطور ماں، بہن اور بیٹی جو اسلام نے عطا کیے بیٹی کی اچھی تربیت پر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ماں کے قدموں تلے جنت کا اعلان کیا اور بیوی کے منہ میں نوالہ رکھنے ہر اجر کی نوید سنائی یہ ایک عورت کا حقیقی مقام ہے جو اسلام نے واضح کیا ہے

تنقیدی و تحقیقی جائزہ:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ مقام جو عورت کو اسلام نے دیا کیا واقع ہی وہ مقام معاشرے اور بالخصوص بر صغیر میں عورت کے پاس ہے؟ اگر ہے تو فیمنزم کو کیسے مقبولیت مل گئی؟ اور اگر نہیں ہے تو اسکا کیا سبب اور حل ہے کہ عورت کو اسکو مطلوب مقام مل سکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جس مقام سے سرفراز کیا اور جتنا حساس اور اہم منصب عطا کیا عورت کو نسلوں کا امین بنایا گیا اور تربیت اور معاشرے کو ایک سلسلے میں پرونے کی صلاحیتیں عطا کی عورت کہیں کہیں اس مقام سے محروم ہے یہ بات درست ہے کہ ایک خاتون کا کردار گھریلو معاملات اور خاندان میں سب سے اہم ہے مگر یہ بھی درست ہے کہ عورت معاشرے کا خوبصورت ترین حصہ ہے جس کو فقط امور خانہ داری تک محدود کر دینا بھی ناانصافی ہے اور خدا کی تخلیق کے شاہکار کی بے قدری ہے جس کو خدا نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا جس کی طبع کو خدا نے لطافتوں سے مزین کیا اسکی بہترین علمی وروحانی تربیت اُمت مسلمہ کے لئے کس قدر فائدہ مند ہے معاشرے کو اسکا ادراک ہونا از حد ضروری ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ قرون اولیٰ میں جب خواتین کو انکا حقیق مقام ملا تو خواتین نے ایسے ایسے سنہرے ابواب رقم کئے اور آج بھی حضرت خدیجہ رض کا معیشت میں کردار، سیدہ زینب کی جرت حضرت خولہ کا جذبہ ایمانی

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 1 (January) (2026)

اور اسی طرح حضرت ام عمارہ اور بھی کئی صحابیات کی شجاعت تاریخ کے اوراق پہ نقش ہے لہذا یہ خیال کہ اسلام جدت کی راہ میں حائل ہے اور مرد و زن کے مقام میں تفریق اور حقوق نسواں کا مطالبہ صرف لاعلمی کی وجہ سے کیا جاتا ہے اسی وجہ سے فیمنزم کو پنپنے کا موقع ملا اور اس موضوع پر بات کرنے کا راستہ کھلا ورنہ اسلام نے ہی تو در حقیقت وہ اولین مذہب ہے جس نے حقوق نسواں پر اتنا زور دیا۔

خلاصہ کلام:

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا بہت کام کیا گیا فیمنزم کی تمام صورتوں، شاخوں اور اثرات پر سوشل میڈیا پرنٹ میڈیا اور بہت سے پلیٹ فارمز پر اس سے متعلق اظہار خیال کیا گیا اسی طرح اسکے مقابلے میں اسلام میں حقوق نسواں پر بھی بہت سا کام موجود ہے اور اگر غور کیا جائے تو معاشرے میں بھی دو طرح کی خواتین ہیں ایک وہ جو غلامانہ زندگی بسر کر رہی ہیں اور ایک گروہ ان خواتین کا ہے جو خود کو مادر پدر آزاد تصور کرتی ہیں اور "میرا جسم میری مرضی" جیسے نعرے لگاتی نظر آتی ہیں اس صورتحال کا کو پیش نظر رکھتے ہوئے دونوں کا آپس میں موازنہ کر کے ایک ایسا لائحہ عمل دینے کی ضرورت ہے کہ خواتین فیمنزم میں راہ فرار تلاش کرنے کی بجائے اسلام کے سائے میں عافیت جانیں اور معاشرہ خواتین کو انکا اصل مقام و مرتبہ دے جس کی وہ مستحق ہیں خواتین کو عضو معطل سمجھ کر صرف گھر کے کام کاج تک محدود نہ کیا جائے بلکہ معاشرت، تشکیل خاندان اور تربیت امہ میں جو کردار ایک خاتون ادا کر سکتی وہ اسی کا حصہ ہے جس کا ادراک معاشرے کے ہر فرد کو ہونا چاہیے۔